بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

ان طالب علموں کے نام

جو محنت اور توکل پر یقین رکھتے ہیں

ارادے جن کے پختہ ہوں ، نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

مؤلفین

Geniusnesthub.com

CamScanner

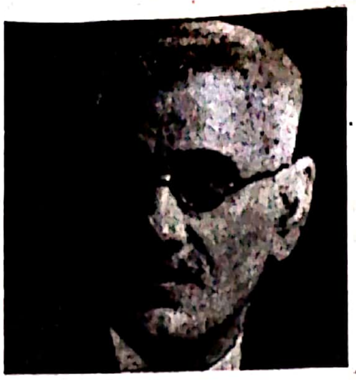

ایک وصیّت کی تعمیل

فرحت اللہ بیگ

(1883ء-1947ء)

تعارف:

زندگی کے حالات: فرحت اللہ بیگ دِلّی کے محلہ چوڑی والاں میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مرزا حشمت اللہ بیگ تھا۔ فرحت ابھی کم سن ہی تھے کہ اُن کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اُن کی پرورش اُن کی پھوپھی حُسن جہاں بیگم نے کی۔ فرحت کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اُنھوں نے سینٹ سٹیفنز کالج سے بی۔اے۔کیا۔ شعروشاعری کا شوق طالب علمی کے زمانے میں پیدا ہوا۔ فرحت اللہ بیگ کو ملازمت کے سلسلے میں حیدرآباد جانا پڑا اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ فرحت اللہ بیگ نے اپنی ۶۴ سالہ زندگی میں ۴۰ سال حیدرآباد میں گزارے۔ یہ وہ دور تھا جب انگریزی تسلط کے بعد دلی شہر تہذیبی لحاظ سے عبوری دور سے گزر رہا تھا۔ فرحت بھی دلّی آتے اُس میں اُنھیں نت نئی تبدیلیاں نظر آتیں۔ فرحت پُرانی تہذیب کے دلدادہ تھے۔ اُنھیں یہ تبدیلیاں گراں گزرتیں یہی وجہ ہے کہ فرحت نے اپنی تحریروں میں پرانی تہذیب کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے۔

ادبی خدمات: مزاح نگار کی حیثیت سے فرحت اللہ بیگ کا ایک خاص مقام ہے۔ اُن کی تحریریں خوش طبعی اور ظرافت کا نمونہ ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کے تحریر کردہ خاکے بڑے ذوق وشوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ یہ خاکے اُردو ادب میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ اِن خاکوں میں ممدوح کی بے پناہ سچی جھوٹی تعریفوں کی بجائے حقیقی واقعات اور ممدوح کی خوبیوں، خامیوں اور کمزوریوں کے بارے میں غیر جانبداری سے تبصرہ کیا گیا ہے۔

اُسلوب: فرحت اللہ بیگ کا اسلوب گنجلک اور بوجھل نہیں۔ اُن کی تحریروں میں دلکشی اور چاشنی پائی جاتی ہے دِلّی کی ٹیکسالی زبان پر اُنھیں عبور تھا۔ اُنھیں زبان و بیان پر مکمل قدرت حاصل تھی۔ وہ گنجلک، مشکل، ادق اور نامانوس کے استعمال کو نامناسب سمجھتے ہیں۔ زبان سیکھنے کے لیے ایسے حضرات کی کتابیں پڑھنا مفید ہے۔

تصانیف: مضامینِ فرحت، دلی کا یادگار مشاعرہ، نذیر احمد کی کہانی: کچھ اُن کی کچھ میری زبانی وغیرہ۔

سبق کا تعارف:

یہ سبق فرحت اللہ بیگ کا لکھا ہوا ایک شخصی خاکہ ہے۔ یہ مولوی وحیدالدین کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ جو کچھ عرصہ سرسید کے سیکرٹری رہے اور بعد میں جامعہ عثمانیہ میں اُردو کے پہلے اسٹنٹ پروفیسر بنے۔ اس خاکے میں فرحت اللہ بیگ نے ان کے اخلاق اور شخصیت کے بہت سے پہلو نمایاں کیے ہیں جنھیں پڑھ کر ایک شخص با آسانی مولوی صاحب کی شخصیت کے بارے میں ایک رائے قائم کرسکتا ہے۔

(تعارفی عبارت ہر اقتباس کی تشریح سے پہلے لکھی جاسکتی ہے)

Geniusnesthub.com
CamScanner

لغت و توضیحات

تعارف (صفحہ نمبر 119)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
انگریزی تسلط	انگریزی قبضہ	دلدادہ	شوقین، پسند کرتے تھے
عبوری دور	دو ادوار کے درمیان کا زمانہ	ظرافت	مزاح
خوش طبعی	خوش مزاجی	غیر جانبداری	کسی کی طرف داری نہ کرنا
ممدوح	جس چیز کی تعریف کی جائے یا جس کے بارے میں بات کی جارہی ہو	دلکشی	خوب صورتی
گنجلک	پیچیدہ	ٹیکسالی	کسی علاقے کا مستند اور معیاری لب ولہجہ، زبان
چاشنی	مٹھاس	نامانوس الفاظ	ایسے الفاظ جنھیں عام طور پر سنا نہ ہو
ادق	مشکل، پیچیدہ		

لغت و توضیحات

(صفحہ نمبر 121)

نگینہ	قیمتی پتھر	ناتراشیدہ	جسے تراشا نہ گیا ہو
چٹ سے ٹوٹ گیا	اچانک ٹوٹ گیا	راس	کسی چیز کا کسی کے لیے مبارک ہونا
قصیدے	نظم کی ایک قسم جس میں کسی کی تعریف بیان کی جاتی ہے	تیر قضا	تقدیر
صف سے آگے نکلا	مراد مشہور ہوا، نامور ہوا	جھلملاتا	کم کم چمکتا ہے
چل چلاؤ	لوگ آرہے ہیں جارہے ہیں	لو بیٹھنی شروع ہوتی	چراغ کی لو کم ہونا شروع ہوتی ہے
ٹمٹماتا	چراغ کی لو کا لرزنا	گُل ہوجائیں گے	بجھ جائیں گے مراد گزر جائیں گے
کھٹ سے	اچانک		

(صفحہ نمبر 122)

ڈگ بھرتے	لمبے لمبے قدم اٹھاتے	متوسط	درمیانے
گٹھیلا بدن	مضبوط	توند	پیٹ
کرنجی آنکھیں	نیلی	کتھئی رنگ	سرخی مائل بھورا رنگ
شیروانی	ایک لمبی اچکن جو لباس کے اوپر پہنتے ہیں	عنابی ترکی ٹوپی	سرخ رنگ کی ترکی ٹوپی

Geniusnesthub.com

CS CamScanner

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
پشیمانی	پریشانی، شرمندگی	رنج	غم
شگفتہ طبیعت	خوش مزاج طبیعت	کجا	کہاں، دو چیزوں کے موازنے کے لیے بولتے ہیں

(صفحہ نمبر 123)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اصطلاحات	اصطلاح کی جمع: کسی لفظ کے خاص معانی	یورش	حملہ، بہت سے لوگوں کا اکٹھے چلے آنا
علمی مباحث	علمی بحثیں	پھبتیاں اُڑیں	مذاق اُڑانا
غل غپاڑا	شور	ظرافت کا مادہ	مزاح کرنے والی طبیعت
رکاکت	تہذیب سے گرا ہوا، پست، عامیانہ	زُود فہمی	کسی چیز کو جلد سمجھ لینا
طبعِ رسا	پہنچا ہوا مزاج یا فطرت	تعجب	حیرانی

(صفحہ نمبر 124)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سرگاڑی پاؤں پہیا کیا	خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہے	رُوپلّی	روپے کو حقارت سے کہتے ہیں
آشفتہ حال	پریشان حال	آگے ناتھ نہ پیچھے پگا	جس کا کوئی آگے پیچھے نہ ہو
بے نقط سنا کر	برا بھلا کہنا	کفایت شعاری	بچت کرنا
کنجوسی	کچھ نہ خرچ کرنا	صراحت	وضاحت
عذر	مناسب وجہ	خشک سالی	جب کچھ نہ پیدا ہو مراد مشکل حالات
اندیشے	خوف	ارزانی	مراد اچھے دن
کھتے بھرنے	اناج کا ذخیرہ کرنا مراد دولت اکٹھی کرنا		

(صفحہ نمبر 125)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
منڈوا	چھپر، سائبان، عارضی جگہ، شامیانے	ٹھاٹھ	شان
دَم نہ تھا	ہمت نہ تھی	اسپیچ	تقریر
طرزِ ادا	بیان کرنے کا انداز	نایاب	جو بہت کم پایا جائے
بہروپ	کسی کا روپ اختیار کرنا	نقلیں	کسی کا انداز نقل کرنا
چاندنیاں	چادریں	گاؤ تکیے	گول تکیے جو ٹیک لگانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں

Geniusnesthub.com

CS CamScanner

(صفحہ نمبر 126)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
چٹ	فورا	تمہید	ابتدائی باتیں
مفلسی	غریبی	مطبع	چھاپا خانہ، جہاں کتابیں چھپتی ہیں
اونٹے رہے	غصے میں رہے		

(صفحہ نمبر 127)

بپھر	آپے سے باہر ہونا	جم گئی	بیٹھ گئی، پختہ ہوگئی

(صفحہ نمبر 128)

چوہا چکٹ تکیے	بہت میلا کچیلا، گندہ تکیہ	رکابیاں	پلیٹیں
کھونٹیوں	وہ نوکیلی چیز جسے دیوار میں گاڑھ دیتے ہیں کپڑے لٹکانے کے لیے	چرنے چگنے	کھانے پینے
قفل	تالہ	نون کا خرچ	نمک کا خرچ
روگ لگائے	مصیبت میں ڈالنا	لُوٹے	کروٹیں لینا
کالی اطلس	کالے رنگ کا ریشم	ادوان	پلنگ یا چارپائی کی پائنتی کسنے کی رسی

(صفحہ نمبر 129)

جھرجھرے کاغذ	مڑے تڑے کاغذ	فوج داری	مقدمہ
اصطلاحات	کسی لفظ کے خاص معانی	وضع	انداز، بناوٹ
ملکہ	مہارت	بایدوشاید	جیسا کہ چاہیے
غیر مطبوعہ کلام	جو کلام ابھی تک چھپا نہ ہو	حافظہ	یاد رکھنے والی قوت

(صفحہ نمبر 130)

حاشیہ خیال	خیال میں	اڑواڑ	چھت یا دیوار کو سہارا دینے والی ٹیک
اربابِ حل وعقد	صاحبِ اختیار لوگ		

Geniusnesthub.com
CS CamScanner

اقتباسات کی تشریح

اقتباس 1:

کیا خبر تھی کہ سال بھر کے اندر ہی اندر مولوی صاحب مرجائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کا سامان لا، میرے درجے میں رکھ دیا۔(صفحہ 122)

سبق کا عنوان: ایک وصیت کی تعمیل

مصنف کا نام: فرحت اللہ بیگ

تشریح

یہ سبق فرحت اللہ بیگ کا لکھا ہوا ایک شخصی خاکہ ہے۔ یہ مولوی وحید الدین کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ جو کچھ عرصہ سرسید کے سیکرٹری رہے اور بعد میں جامعہ عثمانیہ میں اُردو کے پہلے اسٹنٹ پروفیسر بنے۔ اس خاکے میں فرحت اللہ بیگ نے ان کے اخلاق اور شخصیت کے بہت سے پہلو نمایاں کیے ہیں جنھیں پڑھ کر ایک شخص با آسانی مولوی صاحب کی شخصیت کے بارے میں ایک رائے قائم کرسکتا ہے۔

(تعارفی عبارت ہر اقتباس کی تشریح سے پہلے لکھی جاسکتی ہے)

زیرِ نظر اقتباس میں مصنف مولوی وحید الدین سلیم سے اپنی پہلی ملاقات کے حوالے سے بیان کررہا ہے۔ مصنف اور مولوی وحید الدین سلیم برسوں سے حیدر آباد میں رہ رہے تھے۔ لیکن ان دونوں کی کبھی ایک دوسرے سے ملاقات نہ ہوسکی تھی۔ ایک سال دونوں مولوی عبدالحق کی دعوت پر اورنگ آباد جانے کے لیے ریلوے اسٹیشن پر اکٹھے ہوئے۔ فرحت اللہ بیگ بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی صاحب کے ساتھ کھڑے باتیں کررہے تھے۔ کہ اچانک مولوی وحید الدین سلیم بھیڑ کو چیرتے ہوئے ان تک پہنچے اور بڑے پرجوش انداز میں ان سے گلے ملے۔

پھر فرحت اللہ بیگ کی تعریف کرنے لگے کہ انھوں نے مولوی نذیر احمد والا مضمون بڑا شاندار لکھا ہے۔ اور وہ اس مضمون کو پڑھ کر کئی بار مصنف سے ملنے کا ارادہ کرچکے تھے لیکن فرصت نہ ملی۔ پھر انھوں نے مولوی نذیر احمد کی قسمت پر رشک کیا کہ انھیں اتنا اچھا شاگرد ملا۔ جس نے ان کے مرنے کے بعد ان کا نام زندہ کردیا۔ اور پھر افسوس کرنے لگے کہ کاش کوئی ان کا بھی ایسا ہی لائق شاگرد ہوتا جو ان کے مرنے کے بعد ایسا ہی مضمون لکھتا۔ اس پر فرحت اللہ بیگ نے فوراً کہا کہ وہ مرنے کی کریں، مضمون وہ خود لکھ دیں گے۔

مصنف کہتے ہیں کہ کیا خبر تھی کہ یہ بات سچ ہوجائے گی۔ اور ایک ہی سال کے اندر اندر مولوی صاحب مرجائیں گے۔ اور انھیں ان کی وصیت پوری کرنے کے لیے یہ مضمون لکھنا پڑے گا۔ اسی لیے اس مضمون کا عنوان "ایک وصیت کی تعمیل" ہے۔ یہ وصیت اگرچہ مولوی صاحب نے کی نہیں تھی۔ لیکن بعد میں مصنف کا جوان سے تعلق رہا۔ اس کے مدِنظر انھوں نے اپنی کہی ہوئی بات کا پاس رکھنے کے لیے یہ مضمون لکھا۔

جب مصنف کو یہ معلوم ہوا کہ عظیم مصنف اور لکھاری مولوی وحید الدین سلیم ہیں تو بڑے شرمندہ ہوئے۔ لیکن مولوی صاحب کے چہرے پر کوئی ناراضی یا غصہ نہیں تھا۔ بڑی دیر تک اس جملے کا مزہ لیتے رہے۔ پھر اصرار کرنے لگے کہ وہ بھی اسی درجے میں بیٹھیں گے جس میں فرحت اللہ بیگ بیٹھے گا۔ لہٰذا شاگردوں کی طرف دیکھا تو انھوں نے مولوی صاحب کا سامان لاکر مصنف کے درجے میں رکھ دیا۔

Geniusesthub.com
CamScanner

اقتباس 2:

میں نے کہا: ''مولوی صاحب! یہ دنیا ہے--------------------------تھوڑی رہی ہے، ہنسی خوشی گزار دیجیے۔ (صفحہ 124)

سبق کا عنوان: ایک وصیت کی تعمیل

مصنف کا نام: فرحت اللہ بیگ

تشریح

یہ سبق فرحت اللہ بیگ کا لکھا ہوا ایک شخصی خاکہ ہے۔ یہ مولوی وحید الدین کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ جو کچھ عرصہ سرسید کے سیکرٹری رہے اور بعد میں جامعہ عثمانیہ میں اُردو کے پہلے اسٹنٹ پروفیسر بنے۔ اس خاکے میں فرحت اللہ بیگ نے ان کے اخلاق اور شخصیت کے بہت سے پہلو نمایاں کیے ہیں جنھیں پڑھ کر ایک شخص با آسانی مولوی صاحب کی شخصیت کے بارے میں ایک رائے قائم کر سکتا ہے۔

(تعارفی عبارت ہر اقتباس کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیر نظر اقتباس میں مصنف مولوی وحید الدین سلیم کو کچھ حقیقت پر مبنی باتیں سمجھا رہے ہیں۔ دراصل معاملہ یہ تھا کہ مولوی وحید الدین سلیم نے زندگی بڑی مشکل میں گزاری تھی۔ وہ حقیقی معنوں میں مشقت کی ذلت اُٹھا کر اس درجے تک پہنچے تھے۔ اس لیے جب کسی نااہل کو کسی بڑے مقام مرتبے پر دیکھتے تھے جو آگ لگ جاتی تھی۔ ان کے خیال میں یہ ناانصافی تھی کہ وہ اتنی محنت کر کے اس مقام تک پہنچے تھے جب کہ دوسرے صرف تعلقات اور خوشامد کے زور پر یہ حاصل کر لیتے تھے۔

اس لیے جب بھی کسی ایسے شخص کا ذکر آتا تو غصے میں آجاتے اور اسے بہت زیادہ سناتے۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف نے انھیں سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ دنیا کوئی دارالجزا نہیں ہے بلکہ دارالعمل ہے۔ یہاں جیسا بوؤ گے، ضروری نہیں ویسا ہی ملے۔ اصل جزا و سزا کا گھر آخرت کا گھر ہے۔ جو اس دنیا میں غلط کرے گا، اسے آخر سزا مل کے رہے گی۔ اس لیے انھیں اس طرح غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص غلط طریقے سے کسی اعلیٰ مقام تک پہنچ بھی گیا ہے تو اسے ایک دن تو اس کا حساب ضرور دینا پڑے گا۔

پھر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جو اہلِ علم اور اہلِ کمال ہوتے ہیں، وہ ہمیشہ پریشان حال رہے ہیں۔ اس لیے انھیں اپنا دل جلانے کی بجائے، اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اور ہر وقت خوش رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو اللہ نے دیا ہے، اس کا شکر کیجیے۔ نہ آگے کی فکر ہے نہ پیچھے کچھ دینا ہے۔ اس لیے جو زندگی تھوڑی رہ گئی ہے، اسے اچھے طریقے سے ہنستے بولتے گزار دیجیے۔

اقتباس 3:

بہر حال یہ بات لوگوں کے دل میں کچھ ایسی جم گئی کہ--------------------------والد تھے، کچھ آپ کا دینا آتا ہے۔ (صفحہ 127)

سبق کا عنوان: ایک وصیت کی تعمیل

مصنف کا نام: فرحت اللہ بیگ

تشریح

یہ سبق فرحت اللہ بیگ کا لکھا ہوا ایک شخصی خاکہ ہے۔ یہ مولوی وحید الدین کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ جو کچھ عرصہ سرسید کے سیکرٹری رہے اور بعد میں جامعہ عثمانیہ میں اُردو کے پہلے اسٹنٹ پروفیسر بنے۔ اس خاکے میں فرحت اللہ بیگ نے ان کے اخلاق اور شخصیت کے بہت سے

Geniusneshub.com

CamScanner

پہلو نمایاں کیے ہیں جنھیں پڑھ کر ایک شخص با آسانی مولوی صاحب کی شخصیت کے بارے میں ایک رائے قائم کر سکتا ہے۔

(تعارفی عبارت ہر اقتباس کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیرِ نظر اقتباس میں مصنف مولوی صاحب کے ساتھ پیش آنے والے دلچسپ واقعے کا ذکر کر رہا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہوا کہ اورنگ آباد کالج میں جلسہ تھا۔ اور اس جلسے میں "1261 ہجری میں دہلی کا ایک مشاعرہ" کے عنوان سے ایک مشاعرہ دکھایا جانا تھا۔ اس کے سٹیج کی تیاری کے لیے کچھ وقت درکار تھا۔ اسی دوران مصنف نے وقت گزاری کے لیے اپنے اسی مضمون کی تمہید کو ذرا مذاق میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ اس مضمون میں انھوں نے دکھایا تھا کہ یہ مشاعرہ "طبقاتِ الشعرائے ہند" کے مصنف مولوی کریم الدین کے مکان پر ہوا تھا۔

اب مصنف نے مولوی کریم الدین کا پانی پت سے دہلی آنا مزاحیہ انداز میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ ان کی مفلسی، ان کا برے حالوں دہلی آنا، پھر مشکل وقت گزارنا اور پھر آخر میں بتایا کہ کس طرح اس مشاعرے کے انتظامات کیے گئے۔ اب اس تمہید کو بیان کرتے ہوئے، مصنف اپنی عادت کے مطابق ہاتھ پاؤں ہلاتے رہے۔ اور کئی دفعہ لاشعوری طور پر ان کا اشارہ مولوی وحید الدین سلیم کی طرف ہو گیا۔ چوں کہ مولوی وحید الدین سلیم کے والد بھی پانی پت سے دہلی آئے تھے۔ اس لیے لوگ یہ سمجھے کہ مولوی کریم الدین، مولوی وحید الدین کے والد ہیں۔

اب مولوی صاحب سے جو کوئی بھی ملتا تو ضرور پوچھتا کہ کیا مولوی کریم الدین آپ کے والد تھے۔ مولوی وحید الدین کو اس پر بڑا غصہ آیا۔ لیکن یہ بات لوگوں کے دل میں ایسی بیٹھ گئی کہ مٹائی نہ جا سکی۔ اس لیے جب تک وہ اورنگ آباد میں رہے، لوگ ان سے یہی سوال کرتے۔ جس پر مولوی صاحب کبھی تو ہنس کر چپ ہو جاتے، کبھی کسی کو جھڑک بھی دیتے۔ اور کبھی کبھار تو جل کر کہتے کہ جی ہاں، وہ ان کے والد تھے، کیا وہ آپ کے مقروض تھے، جو آپ بار بار پوچھ رہے ہیں۔ الغرض اس طرح ایک غلط فہمی سے اچھی خاصی مزاحیہ صورتِ حال پیدا ہو گئی۔

مشق

سوال 1: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیں۔

(الف) مولوی صاحب اور فرحت اللہ بیگ کی ملاقات کب اور کیسے ہوئی؟

جواب: یوں تو مولوی وحید الدین سلیم اور فرحت اللہ بیگ ایک عرصے سے حیدر آباد دکن میں رہ رہے تھے لیکن کبھی ایک دوسرے سے ملے نہیں تھے۔ دونوں کی پہلی ملاقات حیدر آباد ریلوے اسٹیشن پر ہوئی۔ دونوں مولوی عبدالحق کی دعوت پر عثمانیہ کالج اورنگ آباد کے سالانہ جلسے میں شرکت کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ فرحت اللہ بیگ پلیٹ فارم پر کھڑے گپیں مار رہے تھے کہ اچانک مولوی وحید الدین سلیم آ کر ان سے لپٹ گئے۔

(ب) مولوی صاحب کا حلیہ اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب: مصنف کے مطابق مولوی صاحب درمیانے قد اور بھاری جسم کے مالک تھے۔ ان کی بڑی سی توند، کالی سیاہ رنگت، سفید چھوٹی داڑھی اور چھوٹی چھوٹی نیلی آنکھیں تھیں۔ انھوں نے سفید پاجامہ، کتھئی رنگ کی شیروانی، سرخ رنگ کی ترکی ٹوپی اور انگریزی جوتا پہن رکھا تھا۔

(ج) فرحت نے مولوی صاحب کے مزاج کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا؟

جواب: فرحت بتاتے ہیں کہ مولوی صاحب کے مزاج میں ظرافت بہت تھی۔ لیکن جب وہ کسی کو برا بھلا کہتے تھے تو ایسے الفاظ استعمال کرتے تھے کہ کہ سننے والے کو تکلیف ہوتی تھی۔ چوں کہ عمر بھر غربت دیکھی تھی، اس لیے پیسہ خرچ کرنے میں بے حد کنجوس تھے۔ تقریر کرنے

Geniusnesthub.com
CamScanner

میں انھیں بہت ملکہ حاصل تھا۔گھر میں کچھ خاص فرنیچر وغیرہ بھی نہیں تھا۔وہ میٹھے کے بہت شوقین تھے۔اور دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے سوائے مولوی عبدالحق کے۔

(حیدرآباد کالج کے سالانہ جلسے میں کیا غلط فہمی پیدا ہوئی؟

ب: معاملہ یہ ہوا کہ کالج کے سالانہ جلسے میں 1261 ہجری کے دلی کا ایک مشاعرہ زندہ کیا گیا تھا۔اس کی تیاری کے دوران جب فرحت اللہ بیگ نے یہ بتانا شروع کیا کہ یہ مشاعرہ مولوی کریم الدین کے مکان پر ہوا تھا۔تو انھوں نے مزاحیہ انداز میں ان کی مفلسی اور پانی پت سے دلی آنے کا نقشہ بھی کھینچا۔اسی دوران لاشعوری طور پر ان کا اشارہ کئی بار مولوی وحیدالدین کی طرف ہوا۔جس سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ مولوی وحیدالدین، مولوی کریم الدین کے بیٹے ہیں۔اسی لیے لوگ بعد میں ان سے اس بارے میں پوچھتے بھی رہے۔

(مولوی صاحب اپنی کفایت شعاری کے بارے میں کیا ذریع پیش کیا کرتے تھے؟

اب: چوں کہ مولوی صاحب نے مفلسی کے پے در پے حملے دیکھے تھے، اس لیے وہ پیسہ خرچ کرنے کے معاملے میں بہت محتاط ہو چکے تھے۔اگر چہ وہ اچھی نوکری پر تھے لیکن وہ سمجھتے تھے کہ کوئی خبر نہیں کہ وہ کب تک اس نوکری پر رہیں۔اس لیے برے دنوں کے اندیشے سے وہ پیسہ سنبھالتے رہتے تھے۔

("اور مولوی صاحب کی کسی نہ کسی سے بگڑ جاتی" اس جملے کی وضاحت کریں؟

اب: مصنف کے مطابق مولوی صاحب میں ظرافت کا مادہ بہت تھا۔لیکن جب وہ کسی کو سنانے پر آتے تھے تو ایسے الفاظ استعمال کرتے تھے جو سننے والوں کو ناگوار گزرتے تھے۔اور پھر وہ یہ بھی خیال نہیں کرتے تھے کہ کس کے سامنے کون سی بات کہہ رہے ہیں۔اس لیے عموماً یہی ہوتا تھا کہ لوگ اِدھر کی بات اُدھر جا کر بتا دیتے تھے، جس سے مولوی صاحب کی کسی نہ کسی سے بگڑ جاتی تھی۔

ز) مولوی صاحب نے اصطلاحات وضع کرنے کے لیے کن اصولوں کا سہارا لیا؟

واب: مولوی صاحب نے اُردو میں اصطلاحات وضع کرنے کے لیے انگریزی اصولوں کا سہارا لیا۔وہ انگریزی اصولوں سے بڑی اچھی واقفیت رکھتے تھے۔اور اُردو میں بھی انھیں استعمال کرتے تھے۔

وال 2: درج ذیل جملوں کی وضاحت کریں۔

الف) تیل ختم ہونے سے پہلے چراغ جھلملاتا، ٹمٹماتا، لو بیٹھنی شروع ہوتی اور آخر رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔اب چراغ کی جگہ زندگی بجلی کا لیمپ ہو گئی۔اِدھر بٹن دبایا، اگر گھپ اندھیرا۔

جواب: مصنف دراصل ایک موازنہ کر رہے ہیں۔ان کے مطابق پہلے زندگی کو چراغ سے تشبیہ دی جاتی تھی۔جو تیل ختم ہونے کے بعد آہستہ آہستہ بجھتا تھا۔لیکن آج کل زندگی بجلی کا لیمپ ہو گئی ہے، بٹن دباتے ہی، اندھیرا چھا جاتا ہے۔مراد یہ ہے کہ پہلے لوگ دھیرے دھیرے موت کے قریب ہوتے تھے، جبکہ آج کل موت اچانک انھیں آ لیتی ہے۔

(ب) مگر میری زبان کب رُکتی ہے۔میں نے کہا: "مولوی صاحب! گھبراتے کیوں ہیں، بسم اللہ کیجیے، مر جائیے، مضمون میں لکھ دوں گا"

جواب: جب حیدرآباد ریلوے اسٹیشن پر فرحت اللہ بیگ اور مولوی وحیدالدین سلیم کی پہلی ملاقات ہوئی تو مولوی صاحب نے ان کے مولوی نذیر احمد والے مضمون کی تعریف کی۔اور کہا کہ انھیں مولوی نذیر احمد پر رشک آتا ہے جنھیں مرنے کے بعد فرحت جیسا شاگرد ملا جس نے ان پر ایک شاندار مضمون لکھا۔اب پر فرحت اللہ بیگ نے ازراہِ مذاق انھیں یہ جملہ کہا۔

CamScanner

(ج) زبان اپنی تھی، کسی کا دینا نہیں آتا تھا، بے نقط سنا کر دل ٹھنڈا کر لیتے تھے۔

جواب: یہ جملہ مولوی وحید الدین کے مزاج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ دراصل مولوی صاحب نے مشکل حالات دیکھے تھے اور تمام عمر محنت کر کے اس مقام تک پہنچے تھے۔ اب جو وہ نااہل لوگوں کو مقام مرتبے اور آرام و آسائش سے دیکھتے تو آگ بگولہ ہو جاتے اور انھیں خوب کوستے تھے۔

(د) خشک سالی کے اندیشے سے ارزانی کے زمانے میں کتھے بھرنے کی فکر میں رہے۔

جواب: چوں کہ مولوی صاحب نے مشکل وقت دیکھا تھا، اس لیے وہ مفلسی کے ڈر سے پیسے جوڑتے رہتے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ کفایت شعاری کنجوسی کی حد تک جا پہنچی۔

(و) جتنی اُن کی نگاہ وسیع ہوئی، اتنا ہی اُن کا دل تنگ ہوا۔

جواب: جیسے جیسے مولوی صاحب علم و ہنر میں آگے بڑھتے گئے، ویسے ویسے ان کا دل بھی تنگ ہوتا گیا۔ جتنی ان کے قلم میں روانی پیدا ہوتی گئی، اتنا ہی وہ کنجوس ہوتے گئے۔ اور ان کی کفایت شعاری بڑھتے بڑھتے کنجوسی کی حد تک جا پہنچی۔

سوال3۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

(الف) صف سے آگے بڑھا اور تیر ---------- کا شکار ہوا۔	(قضا)
(ب) ایک بڑے میاں بڑے بڑے ---------- بھرتے میری طرف آ رہے ہیں۔	(ڈگ)
(ج) اُن کی زُود ---------- کی سب تعریف کرتے تھے۔	(فہمی)
(د) اہلِ کمال ہمیشہ ---------- حال رہے ہیں۔	(آشفتہ)
(ہ) میں نے اُس ---------- کی دلّی کا نقشہ کھینچا۔	(وقت)
(و) خُدا شکر خورے کو ---------- دیتا ہے۔	(شکر)

سوال4۔ درج ذیل الفاظ پر ان کے سامنے لکھے گئے معنی کے مطابق اعراب لگائیں۔

خَم (ٹیڑھا پن)	خُم (شراب کا مٹکا)
کَرَم (مہربانی)	کِرَم (کیڑا)
کُل (تمام، میزان)	کَل (پُرزہ، گزرا یا آنے والا دن)
مُحَقِّق (تحقیق کرنے والا)	مُحَقَّق (جس پر تحقیق کی گئی ہو)
مُنتَظِر (انتظار کرنے والا)	مُنتَظَر (جس کا انتظار کیا جائے)

اضافی مختصر سوال جواب

سوال1: فرحت اللہ بیگ کی خاکہ نگاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: اُردو خاکہ نگاری میں فرحت اللہ بیگ کا بلند مقام ہے۔ ان کے لکھے ہوئے خاکے بڑے ذوق و شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنے خاکوں میں اپنے ممدوح کی سچی جھوٹی تعریفوں کی بجائے حقیقی واقعات تحریر کیے ہیں۔ وہ اس کی خوبیوں اور خامیوں کو غیر جانبداری سے بیان کرتے ہیں۔

Geniusnesthub.com

CamScanner

سوال 2: فرحت اللہ بیگ کا اسلوب کیسا ہے؟

جواب: ان کا اسلوب الجھا ہوا اور بوجھل نہیں ہے۔ ان کی تحریر میں دل کشی اور چاشنی پائی جاتی ہے۔ انھیں دلی کی مقامی زبان پر عبور حاصل تھا۔ انھیں زبان و بیان پر بھی قدرت حاصل تھی۔ وہ مشکل اور پیچیدہ الفاظ استعمال کرنا نامناسب سمجھتے تھے۔ اور اس کی بجائے سادہ اور عام فہم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

سوال 3: فرحت اللہ بیگ اور مولوی وحید الدین سلیم کس سلسلے میں اورنگ آباد جا رہے تھے؟

جواب: مصنف اور مولوی صاحب دونوں مولوی عبدالحق کی دعوت پر کالج کے سالانہ جلسے میں شرکت کرنے کے لیے اورنگ آباد جا رہے تھے۔

سوال 4: مصنف اور مولوی صاحب کا اورنگ آباد کے لیے ریل کا سفر کیسا گزرا؟

جواب: جب مولوی صاحب اپنا سامان اُٹھا کر مصنف کے درجے میں آ بیٹھے تو اس کے بعد سارا سفر باتوں ہی میں کٹا۔ دونوں ساری رات باتیں کرتے رہے۔ ایک دوسرے سے اپنی زندگی کے حالات، شعر و ادب، اُردو زبان کی اصطلاحات اور دوسروں کی برائیاں بیان کرتے رہے۔ مشکل سے ایک گھنٹا سونے کا اتفاق ہوا لیکن اس کے بعد پھر وہی بحث اور ہنسی مذاق ہوتا رہا۔

سوال 5: مولوی صاحب دوسروں کے بارے میں اتنے تلخ کیوں ہو گئے تھے؟

جواب: مولوی صاحب نے زندگی بڑی مشکل میں گزاری تھی۔ بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد وہ اس مقام پر پہنچے تھے۔ اس لیے جب کسی نااہل کو کسی بڑے مقام مرتبے پر دیکھتے تھے، غصے میں آ جاتے تھے۔ اور پھر اس کے بارے میں وہ کچھ کہہ جاتے تھے جو بیان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سوال 6: مصنف کے خیال میں مولوی صاحب کا دل کیوں تنگ ہو گیا تھا؟

جواب: مصنف کے خیال میں جیسے جیسے مولوی صاحب کی نگاہ وسیع ہوتی گئی، ویسے ویسے ان کا دل تنگ ہوتا گیا۔ جتنا ان کا قلم رواں ہوا، اتنا ہی ان کا ہاتھ تنگ ہوتا گیا۔ ان کی کفایت شعاری بڑھتے بڑھتے کنجوسی کی شکل اختیار کر گئی۔ ہزاروں روپے کماتے تھے لیکن خرچ صفر کے برابر تھا۔ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو اتنا کچھ چھوڑ کر گئے کہ لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ کاش وہ ان کے بیٹے ہوتے۔

سوال 7: مولوی صاحب کا لیکچر دینے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: مصنف کے مطابق ان کے پڑھنے میں بھی وہی زور تھا جو بولنے میں ہوتا ہے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے شیر گرج رہا ہے۔ دو ہزار آدمیوں کا مجمع تھا لیکن اتنی خاموشی تھی کہ سوئی گرنے کی آواز بھی آ سکتی تھی۔ لفظوں کے استعمال کرنے کا سلیقہ ایسا تھا کہ لگتا تھا کہ دریا بہ رہا ہے۔ ایک برقی رو ہے جو کانوں سے گزر کر دل و دماغ پر اثر کر رہی تھی۔ ان کے خیال میں ان کی تقریر میں جو تاثیر تھی، وہ کسی میں نہ تھی۔

سوال 8: مولوی صاحب کا گھر کا نقشہ اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب: ان کا گھر بہت بڑا تھا لیکن فرنیچر نام کو نہ تھا۔ برآمدے میں ایک بان کی چارپائی پڑی تھی جس پر پرانے تکیے پڑے تھے۔ دو تین ٹوٹی کرسیاں تھیں۔ ایک دری بچھی تھی۔ دیوروں پر پرانے کیلنڈر لٹکے تھے۔ کچھ ٹوٹے پرانے برتن اور چائے کا سامان تھا۔ سامنے دیوار پر دو تین شیروانیاں لٹکی تھیں۔ اور نیچے پرانے جوتے پڑے تھے۔

سوال 9: مولوی صاحب کو سب سے زیادہ کس چیز کا شوق تھا؟

جواب: مولوی صاحب کو سب سے زیادہ مٹھاس کا شوق تھا۔ ان کے یار دوست، شاگرد جو بھی آتا، مٹھائی ضرور لاتا۔ وہ کچھ کھا لیتے اور کچھ رکھ چھوڑتے۔ مٹھائی کی ٹوکریوں میں جو کاغذ آتے تھے، انھیں سے ہاتھ صاف کر لیتے۔ پھر انھیں کاغذوں پر خط، غزلیں اور جو لکھنا ہوتا، لکھتے رہتے۔

Geniusesthub.com

اضافی کثیر الانتخابی سوالات

☆ ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات (ا، ب، ج، د) دیئے گئے ہیں، درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- سبق "ایک وصیت کی تعمیل" کے مصنف کا نام ہے؟
ا۔ پطرس بخاری ب۔ فارغ بخاری ج۔ فرحت اللہ بیگ د۔ احمد ندیم قاسمی

2- فرحت اللہ بیگ کا سن پیدائش ہے؟
ا۔ ۱۸۸۰ ب۔ ۱۸۸۱ ج۔ ۱۸۸۲ د۔ ۱۸۸۳

3- فرحت اللہ بیگ کا سن وفات ہے؟
ا۔ ۱۹۴۶ ب۔ ۱۹۴۷ ج۔ ۱۹۴۸ د۔ ۱۹۴۹

4- فرحت اللہ بیگ کہاں پیدا ہوئے؟
ا۔ لاہور ب۔ کراچی ج۔ علی گڑھ د۔ دہلی

5- فرحت ابھی کم سن ہی تھے کہ ان کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا انتقال ہو گیا؟
ا۔ والد ب۔ بھائی ج۔ چچا د۔ تایا

6- ان کی پرورش کی؟
ا۔ چچی نے ب۔ تائی نے ج۔ پھوپھی نے د۔ خالہ نے

7- انھوں نے بی اے کہاں سے کیا؟
ا۔ دلی کالج ب۔ سینٹ سٹیفن کالج ج۔ علی گڑھ کالج د۔ گورنمنٹ کالج

8- فرحت اللہ بیگ نے ملازمت کے سلسلے میں کس شہر کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا؟
ا۔ علی گڑھ ب۔ کلکتہ ج۔ حیدرآباد د۔ بمبئی

9- فرحت نے حیدرآباد میں اپنی زندگی کا کتنا عرصہ گزارا؟
ا۔ تیس سال ب۔ پینتیس سال ج۔ چالیس سال د۔ پینتالیس سال

10- فرحت نے اپنی تحریروں میں محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے؟
ا۔ دلی کی پرانی تہذیب ب۔ لکھنؤ کی پرانی تہذیب ج۔ لاہور کی پرانی تہذیب د۔ حیدرآباد کی پرانی تہذیب

11- بطور۔۔۔۔۔۔۔۔فرحت اللہ بیگ کا خاص مقام ہے؟
ا۔ خاکہ نگار ب۔ افسانہ نگار ج۔ مزاح نگار د۔ ناول نگار

12- ان میں کون سی تصنیف فرحت اللہ بیگ کی ہے؟
ا۔ نذیر احمد کی کہانی: کچھ ان کی، کچھ میری زبانی ب۔ دلی کا یادگار مشاعرہ
ج۔ مضامین فرحت د۔ ا، ب، ج تینوں

Geniusesthub.com
CS CamScanner

-13 سبق "ایک وصیت کی تعمیل" کس شخصیت کے بارے میں ہے؟
ا۔ مولوی نذیر احمد ب۔ مولوی وحید الدین سلیم ج۔ مولوی باقر د۔ مولوی کلیم الدین

-14 مصنف کے مطابق پہلے زندگی کس کی مانند تھی؟
ا۔ بلب ب۔ چنگاری ج۔ چراغ د۔ موم بتی

-15 مصنف کے مطابق آج زندگی کس کی مانند ہے؟
ا۔ بلب ب۔ چنگاری ج۔ چراغ د۔ موم بتی

-16 مصنف کس کی دعوت پر اورنگ آباد جارہے تھے؟
ا۔ سرسید ب۔ اقبال ج۔ مولوی عبدالحق د۔ محسن الملک

-17 مصنف کی مولوی وحید الدین سلیم کی پہلی کہاں ہوئی؟
ا۔ بس سٹاپ پر ب۔ اورنگ آباد میں ج۔ حیدرآباد کالج میں د۔ ریلوے سٹیشن پر

-18 مولوی وحید الدین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہو گئے تھے؟
ا۔ سخی دل ب۔ کنجوس ج۔ لڑاکا د۔ کٹھور

-19 کالج کے جلسے میں کس زمانے کی دلی کا مشاعرہ زندہ کیا گیا؟
ا۔ ۱۲۶۰ ہجری ب۔ ۱۲۶۱ ہجری ج۔ ۱۲۶۳ ہجری د۔ ۱۲۶۴ ہجری

-20 مصنف نے اپنے مشاعرے والے مضمون میں کس کے گھر میں مشاعرہ دکھایا تھا؟
ا۔ مولوی نظام الدین ب۔ مولوی رحیم الدین ج۔ مولوی کریم الدین د۔ مولوی شمس الدین

-21 مصنف نے مشاعرے والے مضمون میں کس کا پانی پت سے دہلی آنا بیان کیا تھا؟
ا۔ مولوی کریم الدین ب۔ مولوی نظام الدین ج۔ مولوی نذیر احمد د۔ الطاف حسین حالی

-22 مولوی کریم الدین کس کتاب کے مصنف تھے؟
ا۔ شعرائے ہند ب۔ طبقات ج۔ طبقات الشعرائے ہند د۔ طبقات الشعرائے اُردو

-23 مصنف کے مضمون سے سب لوگوں کو مولوی کریم الدین اور مولوی وحید الدین کے بارے میں کیا غلط فہمی پیدا ہوئی؟
ا۔ دونوں دوست ہیں ب۔ دونوں باپ بیٹا ہیں ج۔ دونوں ہمسائے ہیں د۔ دونوں ایک ہی شخص ہیں

-24 مولوی وحید الدین اپنے بڑے گھر کا کتنا ماہانہ کرایا دیتے؟
ا۔ پچاس روپے ب۔ ساٹھ روپے ج۔ ستر روپے د۔ اسی روپے

-25 مولوی صاحب کو کس چیز کا بڑا شوق تھا؟
ا۔ مٹھاس کا ب۔ نمکین کا ج۔ چٹ پٹی چیزوں کا د۔ تلی ہوئی چیزوں کا

Geniusnesthub.com

CamScanner

26- مولوی صاحب دنیا میں صرف کس سے ڈرتے تھے؟

ا۔ سرسید سے ب۔ مولوی عبدالحق سے ج۔ غالب سے د۔ مصنف سے

27- مولوی صاحب کو کس چیز میں خاص ملکہ تھا؟

ا۔ الفاظ سازی ب۔ لغت

ج۔ تقریر د۔ اصطلاحات وضع کرنے میں

28- سبق "ایک وصیت کی تعمیل"، کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

ا۔ مضامین فرحت ب۔ دلی کا یادگار مشاعرہ ج۔ نذیر احمد کی کہانی د۔ مضامین پطرس

جوابات

1-	ج	2-	د	3-	ب	4-	د	5-	ا
6-	ج	7-	ب	8-	ج	9-	ج	10-	ا
11-	ج	12-	د	13-	ب	14-	ج	15-	ا
16-	ج	17-	د	18-	ب	19-	ب	20-	ج
21-	ا	22-	ج	23-	ب	24-	ب	25-	ا
26-	ب	27-	د	28-	ا				

Geniusnesthub.com

CamScanner